بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد کا تعارف اور شروح ابی داؤد میں مقام، ایک تحقیقی جائزہ

An Introduction to "Al Bazl ul Majhood" and its significance in Sunan Abi Dawood's Interpretations

Dr Muhammad Inamullah
Lecturer Islamic Studies
Abbottabad University of Science & Technology Abbottabad
Email: inam@aust.edu.pk
Muhammad Waliullah
Nazim Jamia Zakaria Battagram
Email: walimadani90@gmail.com
Muhammad Sanaullah
Teacher Jamia Zakaria Battagram
Email: Sanahazarwi992@gmail.com

ABSTRACT
Bazl ul Majhood is a great interpretation of Sunan Abi Dawud written by Moalana KhalilAhmad Saharanpuri a great muhaddith , commentator and jurist of the Indian sub-continent,as well as a high ranking and great Sufi. In this Book, Mulana Khalil Ahmad Saharanpuri has mentioned in detail all the relevant jurisprudential discussions along with the interpretation of the Hadiths.In the same way,all the discussions of Hadith principles have also been explained in detail.This article attempts to provide an introduction sto this useful book and a research review in its significance.

سنن ابی داؤد کی شروحات میں ایک عظیم شرح "بذل المجہود فی حل ابی داؤد" ہے جو بر صغیر کے عظیم محدث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی عظیم الشان تصنیف ہے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ علم و فضل، تفقہ فی الحدیث، وسعت مطالعہ، دقت نظر اور اصلاح و تربیت میں نادرہ روز گار تھے، بالخصوص علم حدیث کی خدمت میں آپ کا منفرد مقام ہے۔ آپؒ کی ولادت 1399ھ صفر کے آخر بمطابق 1852ء اپنے ننہال قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور میں ہوئی، آپؒ کا ایک نام ظہیر الدین جبکہ دوسرا نام خلیل احمد رکھا گیا اور یہی نام مشہور و معروف ہوا[1]، قرآن مجید اور ابتدائی کتب اردو فارسی کی تعلیم انبہٹہ اور نانوتہ میں مختلف اساتذہ سے پائی، اپنی والدہ کے ساتھ ہوتے، جہاں وہ جاتی وہیں کسی مکتب میں سلسلہ تعلیم شروع فرمادیتے کہ وقت ضائع نہ ہو[2]، عربی کتب اپنے چچا مولوی انصار علی اور اپنے گاؤں کے مشہور عالم مولوی سخاوت علی سے پڑھی[3]، اس کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سرکاری سکول میں داخل کر دیے گئے[4]، اسی زمانہ میں دار العلوم دیوبند قائم ہوا تھا، آپ کا ماموں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے، آپ کو 1285ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخل کر دیا گیا، اس وقت

آپ کافیہ اور شرح تہذیب وغیرہ پڑھتے تھے، دارالعلوم دیوبند سے چھ مہینے بعد رجب 1283ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کا افتتاح ہوا اور مولانا محمد مظہر صاحب نانوتویؒ حضرت کے ماموں یہاں صدر مدرس تجویز ہوئے، اس لیے آپ سہارنپور چلے آئے[5]"۔ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد علم حدیث کی تکمیل کے لئے دوبارہ دارالعلوم دیوبند 1289ھ میں واپس آگئے اور علم حدیث کی تکمیل کی، بخاری وہدایہ اخرین میں امتحان دیا اور جامع ترمذی انعام میں ملی[6]"۔ 1289ھ میں آپ تمام علوم متداولہ سے فارغ ہوگئے اور مختلف مقامات پر تدریس کرنے کے بعد مظاہر العلوم میں مدرس ہوگئے آخر میں دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت نائب صدر مدرس بلائے گئے، پھر کچھ دنوں بعد سہارنپور میں مظاہر علوم میں منتقل ہوگئے اور عرصہ تک اسی سے وابسطہ رہے[7]۔

تذکرۃ الخلیل میں مولانا میرٹھی صاحب نے لکھا ہے:

"اور آخر کار 1314ھ میں جبکہ آپ کی عمر پینتالیس سال کی تھی چالیس روپے مشاہرہ پر صدر مدرس ہو کر مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے آئے جس میں آپ نے پڑھا اور علمی نشو ونمو پایا تھا، دلدادہ باغبان بن کر اپنے استاذ مولانا محمد مظہر صاحب کے لگائے ہوئے اس باغیچہ کو جس شیفتگی وعشق کے ساتھ آپ نے سینچا اور پانی پہنچایا ہے اس کا اظہار آج خود مدرسہ کی زبان حال کر رہی ہے۔

بخدا کہ رشکم آید زدو چشم روشن خود کہ نظر دریغ باشد بچنیں لطیف روئے[8]"،

اپنے دورِ تدریس میں آپؒ سنن ابی داؤد کی تدریس کا خود اہتمام فرماتے تھے، اس لیے ابتداء ہی سے آپؒ کی آرزو تھی کہ اس عظیم الشان کتاب کی شرح لکھے، تین بار شروع بھی کیا مگر درس وتدریس، مسلسل اسفار اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے اس کام کو بند کرنا پڑا۔

لیکن قضاء وقدر میں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، چنانچہ 1335ھ میں جب کہ آپ کی عمر مبارک 64 سال تھی ایک دن سبق پڑھا کر درس گاہ سے تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں کھڑے ہوگئے اور اپنے شاگرد خاص شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور ان کے رفیق درس مولانا حسن احمدؒ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا، آگے کا قصہ مولانا محمد زکریاؒ کے الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

"میرا اور حسین احمد کا یہ معمول تھا کہ سبق کے بعد ہم دونوں حضرت کے پیچھے پیچھے دارالطلبہ سے مدرسہ قدیم تک آئے، حضرت قدس سرہ دو ماہ کے بعد حسب معمول دارالطلبہ سے تشریف لا رہے تھے اور ہم دونوں پیچھے تھے، مدرسہ قدیم کے قریبا ملی کی ٹال جہاں آج کل آرا مشین لگ گئی ہے، اس کے بالمقابل حضرت کھڑے ہوگئے، اور ہم دونوں کی طرف متوجہ ہو کر یوں ارشاد فرمایا کہ:

"ساری عمر سے یہ تمنا رہی کہ ابو داؤد شریف پر کچھ لکھوں اور کئی دفعہ شروع بھی کیا، مگر پورا نہ ہو سکا"[9]۔

حضرت گنگوہیؒ کی حیات میں ہمیشہ تقاضا رہا کہ لکھوں اور جو اشکال ہو گا حضرت سے پوچھتا رہوں گا، حضرت کے بعد طبیعت سرد ہو گئی، لیکن پھر خیال ہوا ہمارے یحیی صاحب توحیات ہیں جہاں اشکال ہو گا ان سے الجھتے رہیں گے، مگر ان کے انتقال پر تو خیال بالکل ہی نکل گیا تھا، اب یہ خیال ہے کہ اگر تم دونوں میری مدد کرو تو شاید لکھ سکوں[10]۔

آگے شیخ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ:

"حضرت! ضرور اور یہ میری دعا کا ثمرہ ہے"۔ حضرت نے فرمایا، "اس کا مطلب؟" میں نے مشکوۃ شریف کی ابتدائی دعا ذکر کر کے عرض کیا کہ:

"حضرت اب تک اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آرہی تھی، اب سمجھ میں آگئی کہ آٹھ دس برس تو حضرت کو اس شرح میں لگ ہی جاویں گے اور اسوقت تک ان شاء اللہ یہ ناکارہ بھی حضرت کی برکت سے حدیث پڑھانے تک پہنچ ہی جاوے گا۔" حضرت کا چہرہ مسرت سے کھل گیا۔ میرے حضرت قدس سرہ خوبصورت بہت تھے، حضرت تھانوی قدس سرہ کا مقولہ میرے حضرت کے متعلق کہیں طبع شدہ بھی میں نے دیکھا ہے، اور سنا بھی ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحب تو گلاب کا پھول ہیں۔ اس لیے کہ حضرت قدس سرہ کے چہرے پر غصہ اور خوشی ایسی صاف نظر آیا کرتی تھی کہ نے تکلف محسوس ہوا کرتی تھی"۔

حضرت قدس سرہ نے اگلے دن مجھے بلا کر کتب خانہ سے کتابوں کے نکالنے کی ایک فہرست مجھے لکھوائی، چنانچہ 2 ربیع الاول کو مدرسہ کے کتب خانہ سے کتابیں لی گئیں اور دار الطلبہ خزانے والے کمرہ میں بذل المجہود کی تالیف کی ابتداء 3 یا 4 ربیع الاول سن 35ھ میں ہوئی۔[11]

تقریباً 10 سال کے عرصے میں یہ شرح پائے تکمیل کو پہنچا، چنانچہ بقول مولانا زکریاؒ صاحب، بذل المجہود 1345ھ میں مدینہ منورہ میں پایہ تکمیل کو پہنچا،"[12]

مولانا ابو الحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

" ولثمان بقين من شعبان - 21 شعبان - سنة 1345ھ تحققت امنيته الكبرى التى غذاها بدم قلبه فتم الشرح، وقد كانت مدة تاليفه عشر سنوات وخمسة اشهر، وزادت عليها عشرة ايام، وتم الكتاب فى خمسة مجلدات كبار وفى الفين من الصفحات بالقطع الكبير"[13]

نیز دوسری ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

" فكان له يوم عيد، بل يوم ما جاء عليه يوم هو اكثر فرحاًوسروراًفيه من هٰذاليوم، فعين يوماً (وهو يوم الجمعة 23 شعبان سنة 1345ھ) لضيافة علماءالمدينة واحبته واصدقائه، شكراً لله تعالیٰ

وابداءً لسرور ہ وفرحه، وصنع طعاماً كثيراً على طريقه اهل الحجاز،واخبر تلاميذه ومريديه واحبته فى الهند بهذالموعد المبارک ليشاركوه فى السرور والشكر"[14]

"پس یہ آپ کے لیے عید کا دن تھا، بلکہ عید سے بھی زیادہ خوشی آپ کو حاصل ہوئی، یہ جمعۃ المبارک 23 شعبان کا دن تھا، پس آپ نے اپنے دوستوں اور علماء مدینہ کے لیے دعوت کا انتظام کیا، اپنی خوشی اور سرور پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کے لیے، اور اہل حجاز کے طریقے کے مطابق مختلف قسم کے کھانے کثیر مقدار میں بنائے گئے، اور ہندوستان میں بھی آپ کے مریدین، شاگرد اور دوست احباب کو اطلاع دی گئی، تاکہ ان کو بھی اس پر مسرت موقع پر اپنے ساتھ خوشی میں شریک کریں"۔

عالم عرب کے مشہور مالکی المسلک عالم شیخ محمد بن علوی المالکی کو جب شیخ زکریاؒ نے بذل المجہود کا نسخہ بھیج دیا، تو انہوں نے جواب میں یہ خط بھیجا:

صاحب الفضيلة العلامة المحدث بقية السلف وزينة الخلف البركة الامام الداعى الى الله سيدى وشيخى الشيخ محمد زكريا حفظه الله،

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته،

وبعد: فاهنئكم بقدوم العام الجديد، جعله الله عام خير وبركة وسرور ونصر آمين، واشكركم على تفضلكم بنسخة لى من ا لشرح العظيم المشهور المحمود (بذل المجهود) المكلل بتعليقاتكم الميمونة، حفظكم الله وايدكم ونصركم واطال عمركم فى طاعته وحسن عبادته ونفعنا بكم ودمتم،

محبكم وخادم نعالكم

محمد بن علوى المالكى

خادم الطلبة الكرام بالكلية والمسجدالحرام

94/1/4ھ

ترجمہ:"صاحب الفضیلۃ العلامۃ المحدث بقیۃ السلف وزینۃ الخلف البرکۃ الامام الداعی الی اللہ سیدی وشیخی الشیخ محمد زکریا حفظہ اللہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں آپ کو نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں، اللہ اس سال کو خیر، برکۃ، خوشی اور اپنی مدد والا سال بنادے، اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کی طرف سے اس عظیم اور مشہور ومعروف شرح بھیجنے پر (جو آپ کے مبارک تعلیقات سے مزین ہے) اللہ آپ کی حفاظت، تائید اور نصرت فرمائے، اور اپنی اطاعت وعبادت کے ساتھ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے، اور ہمیں ہمیشہ آپ سے مستفید فرمائے،

آپ کا محب اور خاکپاء

محمد بن علوی المالکی

الشیخ ابو الحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

وکان الباعث الاول علی تالیف هذالشرح هوشغفه بحدیث رسول الله ﷺ الذی لایعرف مداه وسره الا من ذاق حلاوةالحب، وشغف بمحبوبه وبکل ما یصدر عنه ویتصل به وینسب الیه، وحرصه علی الشتغال بالحدیث لفظاً ومعنیً، ومنطوقاً ومفهوماً، وشرحاً وتحقیقاً، وفحصاً وبحثاً، [15]

مولانا ابو الحسن علی ندوی بذل المجہود کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس شرح کی تالیف کا باعث اول آپؒ علم حدیث سے شغف ہے جس کے راز----- صرف وہ شخص جانتا ہے جس نے محبت کی محسوس کی اور اس کا دل ہر وقت اپنے محبوب اور اس متعلق و منسوب ہر چیز کے ساتھ لگی ہوئی ہو، اور جس کی حرص اور خواہش ہر وقت حدیث کے الفاظ معانی، اس کے مفہوم، شرح و تحقیق اور اس کی تحقیق میں مشغول ہونا ہو۔

دوسری وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وکان الباعث الثانی علیه هو: عدم وجود شرحٍ وافٍ لهذالکتاب الجدید بقلم عالمٍ حنفیٍ یجمع بین التبحر فی الحدیث والتضلع فی الفقه، مع ان الکتاب من اهم الکتب التی یعتمد علیها فی اثبات مذهب او رد مذهب، لان موضوعه الخاص ومیزته الکبری هو احادیث الاحکام، وهی التی یکثر فیه الخلاف، وتجلی فیها القدرة علی التحقیق وقوةالاستدلال،وذلک ما اهم المؤلف وشغل خاطره،

ولم یزل علماءالاسلام منذ قدیم الزمان یشرحون کتب الحدیث۔ افی مقدمتها الصحاح السته۔ بوجهة نظرمم الخاص، ویطبقون بین الاحادیث وآراء مذهبهم، ویقدمون دلائلها من کتب الحدیث الموثوق بها، المعتمد علیها، کما فعل الامام ابوّجعفر الطحاوی[16] فی (شرح معانی الآثار)وکما فعل العلامة الزیلعی[17] فی (نصب الرایة)، والعلامة علاءالدین ابن الترکمانی[18] فی (جوهرالنقی)"[19]۔

ترجمہ: بذل المجہود کی تالیف کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کتاب کی کافی شرح کسی ایسے حنفی عالم کے قلم سے نہیں ہے جو بیک وقت حدیث اور فقہ دونوں میں مہارت رکھتا ہو، باوجود اس کہ کے یہ کتاب ان اہم کتابوں میں سے ہے جس پر اثبات مذہب یا رد مذہب میں اعتماد کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کا خاص موضوع اور بڑی خاصیت احادیث احکام کو بیان کرنا ہے، اور اسی میں زیادہ اختلاف واضح ہوتا ہے، اور سی استدلال اور تحقیق کا ملکہ واضح ہوتا ہے، اس (بذل المجہود) کی تالیف میں مؤلف نے اس کو اہمیت دی ہے۔

اور شروع سے علماء کتب حدیث کی شروحات لکھتے آرہے ہیں، اور اس میں علماء کی خاص توجہ کی وجہ سے سب سے مقدم صحاح ستہ ہے، جن میں محدثین احادیث کے درمیان تطبیق اور اپنے مذاہب سے متعلق آراء ذکر کرتے ہیں، اور

معتمد کتب حدیث سے اپنے مذہب کے دلائل پیش کرتے ہیں جیسا کہ امام ابو جعفر طحاوی نے (شرح معانی الآثار)، علامہ زیلعی نے (نصب الرایہ) اور علامہ علاء الدین ابن ترکمانی نے (جوھر النقی) میں کہا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ "بذل المجہود" کے بارے میں فرماتے ہیں:

(ان کتاب السنن) للامام ابی داؤد سلیمان بن الاشعث السجزی۔ رحمه الله تعالیٰ۔ ثالث الکتاب السنة، ولا تخفی رتبته ودرجته فی الحدیث فی القدیم والحدیث، لم یطبع الی الآن تعلیق علیه وافٍ، وبحله وحقه کافٍ، وقد وجه الله تعالی المولی العلامة العارف الفقیه المحدث، شیخنا وشیخ الفقه والحدیث، مسندالوقت مولانا خلیل احمد السہارنفوری، خلیفة شیخنا وشیخ مشایخنا مولانا رشید احمد گنگوہی ، رحمه الله تعالی۔ لخدمته، فوفی کل حق لها،

"اس کتاب کا مقام کتب حدیث میں پوشیدہ نہیں ہے، اس پر آج تک کوئی کافی شافی تعلیق سامنے نہیں آئی جنہوں نے اس کا پورا حق ادا کیا ہو، اللہ جل شانہ علامہ، عارف، فقیہ اور محدث ہمارے شیخ اور شیخ المشائخ، مسند الوقت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (جو ہمارے شیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ ہیں) کو اس کتاب کی خدمت کی طرف متوجہ کیا، اور انہوں اس کا پورا حق ادا کیا۔

پس آپ نے متن اور اقوال مصنف کی تشریح کی، پوشیدہ چیزوں کو واضح کیا، مشکل مقامات کو آسان اور نرم کیا، جیسا کہ ابوداؤد کے لیے حدیث کے لیے نرم کیا گیا تھا، ضبط تراجم اور مفترق و متفق کو بیان کیا، مسائل فقہ کا استخراج کیا، اصحاب حنفیہ کے وجوہات کو بیان کیا۔

پس ایسی تعلیق بن گئی جس نے دلوں کو منور کیا۔۔۔اللہ جل شانہ آپ کو ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

آگے فرماتے ہیں:

فشرح المتن واقوال المصنف، وقد کان مستورة فجلاها، وصعبة فسهلها والانها، کما الین لابی داؤدالحدیث، وضبط التراجم، ومیز بین المفترق والمتفق، وبین المؤتلف والمختلف، واستخراج الفقه ووجه لاصحابناالحنفیة، فجاءتعلیقا بشرح الصدوروینور القلوب......جزاه الله تعالی عنا وعن سائرالمسلمین)،[20]

ترجمہ: امام ابوداؤد کی کتاب سنن ابی داؤد صحاح ستہ میں تیسرا درجہ ہے،

علامہ محمد زاہد الکوثری[21] فرماتے ہیں:

کانت هناک فجوة لحل ابی داؤد واغراضه وشرح کل حدیث لفظاً لفظاً، فقام الامام الشیخ خلیل احمد الانصاری نزیل الدینةالمنورة۔ زادها الله نوراً۔، فسد هذالفراغ،وملاء هذه الفجوة، وجاء

بشرح يحتاج اليه كل من حاول تدريس الكتاب من حل الاغراض، وشرح الالفاظ،واستنباط فقه الحديث من مواضعه، والكلام الملخص المنقح في الرجال، وشرح المتن بما تقربه العيون۔[22]

ترجمہ: سنن ابی داؤد کی حل، اغراض اور لفظاً ظاہر حدیث کی تشریح (ایسی شرح) کی کمی تھی، پس شیخ خلیل احمد سہارنپوری اٹھے اور اس کمی کو پورا کیا اور ایسی شرح اس کتاب کی لکھی کہ ابو داؤد کی تدریس کا ارادہ کرنے والا ہر شخص اغراض ابو داؤد، الفاظ کی شرح، فقہ الحدیث کے استنباط۔ رجال پر پاکیزہ کلام اور شرح متن میں اس شرح کا محتاج ہے۔

ذیل میں ہم بذل المجہود کی نمایاں خصوصیات بیان کرتے ہیں:

1۔ اس شرح میں آپؒ نے متقدمین شراح حدیث کے طرز کو اپنایا ہے، اسماء الرجال واصول حدیث کی بڑی قیمتی بحثیں اس کتاب میں آگئی ہیں، درایات کے ساتھ ساتھ حدیث پر فنی حیثیت سے تفصیلی کام کیا ہے۔

2۔ اس شرح کے اکثر مباحث متقدمین کے کلام سے منقول ہیں۔

3۔ متقدمین میں سے جن کا کلام لیتے ہیں اس کی نسبت بھی ان کی طرف کرتے ہیں۔

4۔ قال ابی داؤد آپ نے خود حل کیے ہیں، کیونکہ متقدمین کی کتابوں میں ایسی کتاب نہیں ملتی جو ان کے اقوال حل کرے، چنانچہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:" واما ما يتعلق بحل اقوال ابی داؤد فخاطری مقتضيه غالباً لانه لا يوجد من كتب المتقدمين ما يحل صعب اقواله"

5۔ فقہی مسائل سے متعلق احادیث کی تشریح میں مذہب احناف بھی ذکر کرتے ہیں، اگر حدیث ان کے مذہب کے موافق ہو ورنہ، ان کی دلیل الگ سے ذکر کرتے ہیں اور حدیث مذکور کا احناف کی طرف سے جواب بھی دیتے ہیں اور اس حدیث کی توجیہ بھی کرتے ہیں۔

6۔ جہاں پر ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت ظاہر نہ ہو وہ بھی ذکر کرتے ہیں۔

7۔ ہر راوی کا ترجمہ پہلی بار ذکر کرتے ہیں دوبارہ اگر اس راوی کا نام آجائے تو پہلی دفعہ ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

8۔ جو روایت امام ابو داؤدؒ مختصر ذکر کرتے ہیں اور دوسروں نے تفصیلاً ذکر کیے ہو تو آپؒ وہ بھی ذکر فرما دیتے ہیں۔

9۔ جہاں پر دیگر شراح ابو داؤد سے تسامح ہوا ہے، آپؒ اس پر بھی تنبیہ کرتے ہیں تاکہ قاری ان پر اعتماد کرنے سے غلطی میں واقع نہ ہو جائے، اور اس کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:

"ولا اقول هذا اعجاباً وفخراً، بل العرض منه اظهارالحق والصواب"

ترجمہ: کہ یہ میں عجب یا فخر کی وجہ سے نہیں کہتا بلکہ اس سے عرض حق اور صواب کا اظہار ہے۔

10۔ مجتہدین کے مذاہب تفصیل سے ذکر کرتے ہیں، خاص کر ائمہ اربعہ کے مذاہب ذکر کرنے کا خاص اہتمام فرماتے ہیں۔

11۔ امام ابو داؤدؒ نے جو روایات مرسلاً یا تعلیقاً ذکر کیے ہیں آپ نے ان کو موصولاً بیان کیا ہے۔

12۔ سنن کے مختلف نسخوں کی تصحیح کا کامل اہتمام کیا ہے۔

13۔ سنن کی تعلیقات کی تخریج میں انتہائی کاوش کی ہے، اور دوسری کتابوں سے تحقیق کے بعد لکھا ہے، اور جب سعی تام کے باوجود کامیابی نہیں ہو سکی تو صفائی سے اس کا اظہار فرمادیا ہے۔

14۔ جہاں ابواب میں تکرار ہے، وہاں تکرار کی حکمت بیان فرمایا ہے۔

15۔ جن جگہوں پر شراح حدیث کو خلجان ہے یا ان کا باہم اختلاف ہے وہاں اپنی ذاتی تحقیق سے اس کو دور فرمایا ہے۔

16۔ جابجا محدث کبیر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا ہے، جو ان کے شاگرد مولانا یحییٰؒ نے قلمبند فرمائے ہیں۔

حوالہ جات

انصاری، حکیم محمد اسلام، ملت اسلام کی محسن شخصیات، ص174، دارالاشاعت کراچی، 2001۔

2 ۔ حوالہ سابقہ، ص38

3 ۔ ملت اسلام کی محسن شخصیات، ص174

4 ۔ ندوی، محمد ثانی القصیدۃ المدحیۃ۔ ص91 المکتبۃ المدنیۃ اردو بازار لاہور 1984

5 ۔ حوالہ بالا، ص40

6 ۔ حوالہ بالا، ص42

7 ۔ ملت اسلام محسن شخصیت، ص175

8 ۔ تذکرۃ الخلیل، ص69

9 ۔ شیخ زکریا صاحب ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: "حضرت کا ارشاد صحیح تھا اس لیے کہ میں نے خود حضرت کے مسودات میں ایک مسودہ دیکھا تھا جس پر حل المعقود فی ابی داؤد مرۃ ثالثۃ کا لفظ لکھا ہوا تھا، مسودہ کو دیکھا جاوے جو مدرسہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، نام میں کچھ اشتباہ ہے، علی گڑھ سے واپسی پر اگر وقت ملا تو میں خود دیکھ کر تصحیح کرادوں گا، اگر کوئی دیکھنا چاہے تو مدرسہ کے کتب خانہ میں دیکھ لے"۔

10 ۔ کاندھلوی، شیخ زکریا، آپ بیتی ص110، مکتبۃ الشیخ، بہادر آباد، کراچی

11 حوالہ بالا ص111

12 ۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے آپ بیتی 1/ 113

[13] ۔ سہارنپوری، مولانا خلیل احمد۔ مقدمہ بذل المجہود 1/41، جامعہ اعظم گڑھ، انڈیا

[14] ۔ حوالہ بالا 1/41

[15] ۔ حوالہ بالا، 1/33

[16] ۔ تفصیلی حالات جاننے کے لیے دیکھیے تذکرۃ الحفاظ 3/808

[17] تفصیلی حالات جاننے کے لیے دیکھیے طبقات الحفاظ للسیوطی ص، 62

[18] ۔ تفصیلی حالات جاننے کے لیے دیکھیے الدرر الکامنۃ 3/84

[19] ۔ حوالہ بالا، 1/34

[20] ۔ مقدمۃ بذل المجہود 1/62

[21] ۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے مقدمات الامام الکوثری، ص387

[22] ۔ مقدمۃ بذل المجہود 1/61